حبیب نواز
استاد شعبہ پشتو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

خوشحال خان خٹک اور علامہ محمد اقبال کے افکار: تقابلی مطالعہ

Habib Nawaz

Department of Pashto,

National University of Modern Languages, Islamabad

A Comparative Study of Kushhal Khan Khatak and Allama Muhammad Iqbal's Thoughts

Allama Mohammad Iqbal and Khushal Khan Khattak resembled each other in their prudence, thought and Intellectuality. Khudi, mard- e-momin, Falsafa shaheen, Harkat, Himat, Hosla: both poets impressed everyone, it was their prudence and Intellectuality that mesmerized readers. Allama Iqbal presented these topics in a way that it excited everyone to struggle for a separate nation of their own, for freedom . Allama Iqbal was very impressed with Khushal Khan Khattak's thoughts, simplicity, directness Intellectuality and with his poetry.

He wrote in "Islamic Culture" magazine,"Throughout his poetry the major portion of which was written in Indian and during his struggles with Mughals, breathes the spirit of early Arabian poetry. We find it the same simplicity and directness of expression, the same love of freedom and war, the same criticism of life''. This article discusses comparative aspects.

خوشحال خان اور علامہ اقبال کے افکار میں خاصی مشابہت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ مثلاً خودی، مردِ مؤمن/کامل، فلسفہ شاہین، حرکت، کوشش، ستیز، ہمت، حوصلہ، قوم کی بیداری اور حب الوطنی وغیرہ۔ دونوں شعراء نے ان موضوعات کے ذریعے قارئین کے دلوں پر گہرے اثرات نقش کیے۔ علامہ صاحب نے ان موضوعات کو نئے انداز سے بیان کر کے قوم کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس مشابہت اور آہنگی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ علامہ صاحب خوشحال خان خٹک کی شاعری سے بہت متاثر ہوئے۔ جس کی تفصیل ذیل میں پیش ہے۔

علامہ محمد اقبال نے میجر راورٹی کے خوشحال خان خٹک کی شاعری کا انگریزی میں ترجمہ پڑھا۔ تو خوشحال کی شاعری سے بہت متاثر ہوئے۔ (۱) اُنہیں خوشحال کی حریت پسندی اور جذباتِ حمیت اس قدر پسند آئے کہ انہیں اُردو یا فارسی جامہ پہنانے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ علامہ صاحب نے ۲۱ مارچ ۲۹۲۹ء میں نیاز الدین خان کو لکھا کہ:

''مجھے افسوس ہے کہ پستو نہیں آتی ورنہ سرحد کی مارشل شاعری کو اُردو یا فارسی لباس پہنانے کی کوشش کرتا۔'' (۲)

اقبال کے نزدیک خوشحال خان ایک ایسی شخصیت تھے جنھوں نے آزادی کی خاطر تمام عمر مغلوں کے خلاف نبرد آزمائی میں گزاری۔ (۳)

علامہ اقبال نے مولانا محمد شفیع کو اس کے خط کے جواب میں لکھا کہ:

''میں نے خوشحال خان خٹک جو مشہور محبِ وطن ہے پر ایک مختصر نوٹ لکھا جو 'اسلامک کلچر' میں چھپ جائے گا''۔ (۴)

علامہ محمد اقبال خوشحال خان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اُنھوں نے ''اسلامک کلچر'' نامی رسالے (جو ۱۹۲۸ء میں حیدر آباد دکن سے چھپا) مین لکھا ہے کہ:

"Throughout his poerty the major portion of wich was written in India and during his struggles with the Mughals, breathes the spirit of early Arabian poetry. We find in it the same simplicity and directness of love expression,the same of freedom and war, the same criticism of life "(۵)

اسی رسالے میں خوشحال خان یہ بھی لکھا کہ:

''افغانستان کے وزیرِ معارف کو چاہئے کہ خوشحال خان خٹک کے افکار کا تجزیہ کرنے کا کام کسی افغان عالم کو سونپ دیں''۔ (۶)

اقبال نے خوشحال خان کی تعریف شعر و نثر دونوں میں کی ہے۔ جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ خوشحال خان اور اقبال کے مزاج اور افکار میں کافی حد تک مشابہت پائی جاتی ھے۔

اقبال اور خوشحال کی شاعری اور ان کے پیغامات میں مماثلت کو دیکھ کر مولانا جعفر شاہ پھلواردی نے (دیباچۂ اقبال اور خوشحال از میر عبدالصمد) میں لکھا ہے کہ:

''تین سو سال پہلے ضلع پشاور کے ایک گاؤں اکوڑا خٹک میں ایک شخص گزرا ہے جس سے دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ پشتو کا اقبال بشکل خوشحال تھا یا تین سو سال بعد اُردو کا خوشحال بشکل اقبال پیدا ھوا۔'' (۷)

جاوید نامہ میں اقبال نے خوشحال خان کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے ہے:

خوش سرود آن شاعرِ افغان شناس
آنچہ بیند ، باز گوید ، بے ہراس
آن حکیم ملّتِ افغانیاں
آن طبیبِ علّتِ افغانیاں
رازِ قومے دید وبے کانہ گفت

حرفِ حق باشوخی رندانہ گفت (۸)

علامہ اقبال نے ''محراب گل افغان کے افکار'' کے عنوان سے (جو''ضربِ کلیم'' کا ایک الگ حصہ ہے) کو محراب گل افغان سے منسوب کیا ہے کیونکہ آپ نے ان افکار کا بنیادی تصور محراب گل سے لیا ہے۔ علامہ نے ''محراب گل'' کو ایک فرضی نام کے طور پر پیش کیا ھے۔

علامہ اقبال کو پشتونوں کی خودی سب سے زیادہ پسند ہے اور پشتونوں کی اس خودی کا سب سے نمایاں نمائندہ خوشحال خان ہے۔ (۹)

ڈاکٹر ال دنسیم کہتے ہیں:

''محرب گل ایک فرضی نام ہے جس کے ذریعے علامہ نے پٹھانوں کی خودی بیدار کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر سرحد کے غیور پٹھان اپنی خودی (خود آ گاہی) کو پہچان کر اُٹھ کھڑے ہوئے تو برِصغیر کو انگریزوں سے آزاد کرانا آسان ہوگا۔''(۱۰)

محراب گل افغان کے افکار ''خوشحال خان خٹک'' کے افکار ہیں جن کو علامہ صاحب نے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے نئے پیرایے میں، نئے انداز سے بیان کیا۔ (۱۱)

معلوم ہوا کہ ''محرب گل افغان کے افکار'' خوشحال خان خٹک کے افکار ہیں، جن کو نیا پیرایہ اور نیا انداز بخشا گیا ھے اور جس کو بار بار دہرانے کی ضرورت محسوس کی گئی ھے، تا کہ ملت افغان اپنی مستحکم خودی کو ملی تقاضوں سے ہم آہنگ کر سکیں اور قہسار کے یہ فرزند وہ فرض ادا کر سکیں جو ملت اسلامیہ کی طرف سے ان پر عائد ھوتا ہے۔ (۱۲)

خوشحال نے وصیت کی تھی کہ میری قبر ایسی جگہ بنائے کہ اس پر مغلوں کی سایہ تک نہ آئے اور یہ کہ اس پر مغلوں کے شہسواروں کی گردِ سمند تک نہ پہنچنے پائے کیونکہ میں نے مغلوں کی فوجوں کی تباہی مچائی تھی اس لیے میری قبر کو پوشیدہ رکھا جائے تا کہ وہ اس کی بے حرمتی نہ کرے۔ علامہ اقبال نے خوشحال کی یہی وصیت خودداری عزت نفس سمجھ کر ۱۹۳۵ء میں ''بالِ جبریل'' ''خوشحال خان کی وصیت'' کے عنوان سے پانچ شعروں کی ایک مختصر نظم لکھی ہے۔

قبایل ہوں ملّت کی وحدت میں گم
کہ ہو نام افغانیں کا بلند
محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند
مغل سے کسی طرح کمتر نھیں
قہستان کا یہ بچہٗ ارجمند
کہوں تجھ سے اے ہمشین دل کی بات
وہ مدفن ہے خوشحال خان کو پسند
اُڑا کر نہ لائے جہاں باد کوہ
مغل شہسواروں کی گرد سمند (۱۳)

اقبال اور خوشحال خان کی فطری شاعری حریت پسندی اور سخت کوشی کے جذبے سے بھت متاثر ہوئے انسان شاعری میں شمشیر وسناں اور جمالی فطرت کی جملہ جلوہ سامانی کے حسین ودلپزیر امتزاج نے اقبال کے دامنِ دِل کو اپنی طرف کھینچا۔ اور چونکہ اِن دونوں کے کلام کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ لہذا اِن کے خیالات جذبات اور عمل وجھد کے پیغامات میں

بڑی حدتک مماثلت تعجب خیزنہیں۔ (۱۴)

فارغ بخاری اور رضا ہمدانی کے مطابق خوشحال اور اقبال کی شاعری کی بنیاد تین اہم ستوانوں پر قائم ہے۔

۱۔ مردکامل (مؤمن) ۲۔ خودی ۳۔ شاھین کی علامت۔ (۱۵)

خوشحال کا تصورِ ننگیال (مردِ مؤمن رمرد کامل) اور اقبال کا مردِ مؤمن دونوں ایک مثالی اور مکمل مسلمان کا متلاشی ہیں۔ یہ ایک اسلامی فلسفہ حیات کا نمونہ یا مثالی انسان ہے۔۔۔ جو انسان توحید کے راستے پر چلنے لگے تو اُس میں مرد مؤمن کی صفات پھلنے پھولنے شروع ھو جاتی ہیں۔ اور پھر یہ صفات روز بروز محکم ھوتی جارہی ہیں۔ یہ صفات درحقیقت الٰہی صفات ہیں مرد مؤمن کی مکمل شکل رسول ﷺ کی اپنی شخصیت ہے۔ (۱۶)

اقبال کے مردِ مؤمن کا بھی یہی تصور ہے وہ مردِ مؤمن میں یہی صفات دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس میں یہی صفات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے اقبال کا مردِ مؤمن، مردِ آزاد، مردِ قلندر، مردِ کامل اور بندۂ مولا صفات، نتشے کی طرح محض ایک خیالی انسان نہیں بلکہ وہ ایک عملی انسان ہے۔ علامہ اقبال مردِ مؤمن کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ ۱۷

ہاتھ ہے اللّٰہ کا، بندۂ مؤمن کا ھاتھ
غالب و کار آفرین، کار کُشا، کار ساز
خاکی و نوری نھاد بندۂ مولا صفات
ھر دو جہاں سے غنی، اُس کا دل بے نیاز
اُس کی اُمیدیں قلیل، اُس کے مقاصد جلیل
اُس کی ادا دلفریب ، اُس کی نگہ دِلنواز
نرم دم گفتگو ، گرم دمِ جستجو !
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز (۱۸)

خوشحال خان بابا بھی اپنے ننگیال (مردِ کامل رمؤمن) کو اس انداز میں سراہتے ہیں۔

مرد ھغه چې همت ناک برکت ناک
دَ عالمه سره خور په زیست و ژواک
څ یې څ قول یې قول عهد یې عهد
نه دروغ نه یې فریب نه تش تپاک
لږ ویل ډیر یې کول په خاموشی کښې
دَ غنچې غوندې خوله پوره سینه چاک
چې خبره دَ پستئ دَ بلندئ شي
په لويي لکه آسمان په پستئ خاک
په تمکین کسی لکه سرو ، په پستئ کسل
په هر لور ځانګې زنکوری لکه تاک
لکه گل شگفته روی ، تازه باغ کسی
همیشه دَ سرو بلبلو پری بلغاک (۱۹)

ترجمہ: مرد وہ ہے جو ہمت والا ہو، برکت والا ہو۔ اُس کا چہرہ روشن ہو۔ قول اور عہد کا پاک ہو۔ نہ جھوٹا ہو اور نہ

زبانی جمع خرچ کرتا ہو۔ باتیں کم اور عمل زیادہ کرتا ہو۔ غنچے کی طرح اُس کا منہ بند اور سینہ چاک ہو۔ جب پستی اور بلندی کی بات آجائے تو وہ بلندی میں آسمان اور تواضع میں خاک بن جائے۔ یہ جو ایسی اچھی باتیں کہتا ہے معلوم نہیں کہ خوشحال کو یہ ادراک کہاں سے ملا۔ (۲۰)

علامہ اقبال کا ''انسانِ کامل'' کا تصور دراصل خلافت الٰہیہ کے اسلامی تصر پر مبنی ہے۔'' (۲۱) آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ عالم کو اپنی راہ چلائے، تہذیب وتمدن اور معاشرہ اور سماج کا رُخ موڑ دے اس لیے کہ وہ اپنے پاس اس دُکھی انسانیت کے لیے ایک زندہ پیام رکھتے ہیں جو اُس کی تمام دُکھوں کا مداوا ہے، اس کے پاس ایمان کی طاقت ہے، اس عالم میں وہ صاحب امرونہی کی حثیت رکھتا ھے اگر زمانہ اس کی مخالفت کریں تو ہتیار نہ ڈالیں بلکہ اس کے خلاف عالم بغاوت بلند کرے اور معاشرہ اور سماج سے جنگ کرے یہاں تک کہ کامیاب ہو جائے۔ اقبال کا یہی مقصد اور خیال وفکر خوشحال کے اس شعر میں موجود ہے۔ (۲۲)

دَ عدل تورہ واخلہ
ملک اسلام کڑہ پۂ جنگونہ (۲۳)

ترجمہ
بلند کر شمشیرِ عدل محکم
کہ ھو جائے سماجِ وطن مسلمان

دیکھیں! خوشحال کا ننگیال اقبال کے مردِ مؤمن سے کتنا قریب ھے۔ یہ اس لیے کہ دونوں نے اپنے تصور کے اس انسان کو قرآن پاک کی تعلیمات اور توحید کے فلسفے سے اخذ کیا ھے اور پھر اسے اپنے اپنے رنگ میں ڈھلا ہے۔ (۲۴)

خودی، ھمت، عمل، حرکت، محنت اور کوشش خوشحال خان اور اقبال کی شاعری کے وہ مشترک موضوعات ھیں کہ جس پر انسان کو کامیابیاں ملتی ہیں۔ دونوں شعراء مذکورہ اُمور کو انسانی زندگی کے لیے انتہائی ضروری سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ھے کہ دونوں نے مذکورہ موضوعات کو اپنی شاعری میں کافی جگہ دی ہے۔

اقبال کے مطابق زندگی ایک مسلسل حرکت ہے جو نت نئی خواہشوں کی تکمیل کرتی ہے اور اسی طرح اپنی توسیع وبقا کا سمان مہیا کرتی ہے وہ پہیم عمل اور کش مکش سے لازوال ہوتی ہے۔ (۲۵) حرکت زندگی کی پہچان اور سکون یا جمود موت کی شناخت ہے۔ (۲۶)

بلند مقصدی کے لیے خودی، خودداری اور استغنا بنیادی صفات ہیں۔ (۲۷) اقبال کے مطابق زندگی کا اصل محرک خودی کا جذبہ ہے۔ (۲۸) اور خودی کا مفہوم ''محض احساسِ نفس اور تین ذات ہے۔'' (۲۹) یہ وہ درس ہے جو فقیروں کو شاہنشاہی بخشتا ہے اور مردِ مؤمن کو دُنیا ومافیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے:

محرم خودی سے جس دم ہوا فقر
تو بھی شاہنشاہ میں بھی شاہنشاہ
قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش
جس نے نہ ڈھونڈھی سلطان کی درگاہ (۳۰)

''سلطان'' اقبال کے ہاں استبداد وآمریت کی علامت ہے، جس کے لیے خوشحال ''مغل'' کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اس لفظ کے ساتھ خوشحال کے ذہن میں وہ تمام استعماری بے راہ رویاں وابستہ ہیں جو لفظ ''سلطان'' سے وابستہ ھوسکتی ہیں۔ ان وابستگیوں سے بے نیازی اور ان بے راہ رویوں سے بغاوت خوشحال کی تعلیمات کا بنیادی عنصر ہے: (۳۱)

ھغہ زیست چہ عزت لہ مخہ نہ وی

چہ یی کا پہٗ ھغہ زیست پے ہک پک یم
چہ منصب می د مغل خوړو د ملک وم
چې منصب د مغل نشته اوس ملک یم
د فرمان د پروانے حکم یی نشته
شکر دا چہ پہٗ خپل حکم پہٗ خپل وک یم
پښتانہٗ لره شړئ انډیرے بس دی
نہ پہ فکر د منصب نہٗ د توشک یم
کہ او گره بسو شتہ پہ شلومبو سپینه
د مغلو پولاؤ پاتو ډیر پرے ډک یم (۳۲)

ترجمۃ:

''وہ زندگی جس میں عزت نہ ہو، میں حیران ہوں لوگ ایسی زندگی کیسے گزارتے ہیں۔ جب میں مغلوں کا منصب کھاتا تھا، ملک تھا۔ اب جب مغلوں کا منصب نہیں کھاتا، تو ملک ھوں۔ نہ فرمان کی پرواہ ہے نہ پروانے کی۔ شکر ہے کہ اپنا حکم اور اپنا اختیار ہے۔ پشتون کے لیے کملی اور چٹائی کافی ہے۔ مجھے نہ منصب کی فکر ہے نہ توشک کی۔ اگر کٹے ہوئے جو اور چھاچھ میسر آئے تو مغلوں کا پلاؤ پڑا رہے، بہت کھا چکا ہوں۔'' (۳۳)

حوصلہ، محنت، کوشش اور ھمت دونوں شاعروں کی ایک زندہ تصویر ھے۔ خوشحال ان کو زندگی کی کامیابی کے لے بنیادی عناصر سمجھتے ہیں۔ آپ کے مطابق جو بندہ منت و مشقت کرتا ھے، میں اسکی کامیابی کا ضامن ھوں۔

کہ کوشش کا پہ اخلاص زه ئی ضامن یم
کہ کامران پہ خپل مراد نہ شي سړی (۳۴)

ترجمۃ: جو بندہ خلوصِ دل سے محنت کریں، تو میں اس کے مقصد میں کامیابی کا ذمہ دار ہوں۔
بالکل یہی مفھوم اقبال کے ایک شعر مین اِن الفاظ میں ملتا ہے۔

کوئی قابل ہوں تو ہم شان 'کئی' دیتے ہیں
ڈھونڈنے والے کو دُنیا بھی نئی دیتے ہیں (۳۵)

خوشحال کہتے ہیں۔

چې محنت پہٗ ځان قبول کا راحت مومی
رنج او گنج سره دا دواړه دی تړلی (۳۶)

ترجمہ: جو محنت کرتا ھے راحت پاتا ھے، محنت کی راہ میں ملنے والی تکالیف سے خزانے مل جاتے ہیں۔
اقبال اسی مفہوم کو باکل اسی انداز میں میں یوں بیان کرتے ہیں

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شرر و تیشہ سے ہے خانۂ فرھاد (۳۷)

دیکھیں! دونوں کے افکار میں کتنی مشابہت پائی جاتی ہے۔ دونوں کے افکار کا سرچشمہ قرآنِ پاک ہے مندرجہ بالا اشعار قرآن پاک کی اس آیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعیٰ (۳۸)

ترجمہ: انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے (حصول) کے لے وہ کوشش کرتا ہے۔

خوشحال کہتے ہیں۔

چا ویئل چې پۀ دریاب کښې گوهر نشته
چې غوټې پسې وهې پۀ لاس بہ در شي (۳۹)

ترجمہ: کس نے کہا کہ سمندر میں گوہر نہیں ہیں۔ اگر ان کو ڈھونڈنے کے لیے سمندر میں غوطہ لگائے تو گوہر ملیں گے۔

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔

وايي لار دَ ختو نشته و آسمان ته
زه بہ لار درته مونده کړم پۀ همت (۴۰)

ترجمہ : کہتے ہیں کہ آسمان پر جانے کے لیے راستہ نہیں ہے۔ میں تمھارے لیےھمت (کوشش اور محنت کے ذریعے) آسمان پر جانے کے لیے راستہ بناتا ہوں۔

اقبال یہی مفہوم یوں ادا کرتے ہیں۔

ھوتا ھے مگر محنتِ پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردوں سے زمین دور نہیں (۴۱)

اقبال کے خیال میں زندگی میں کامیابی کا انحصار عزم وحوصلہ پر ہے۔ (۴۲)

یہ نیلگو فضا جسے کہتے ہیں آسماں
ہمّت ھو پر کشا تو حقیقت میں کچھ نہیں
بالے سر رہا ھے تو نام اس کا آسماں
زیر پر آگیا تو یہی آسماں زمیں (۴۳)

دونوں شعراء نے مردِ مؤمن اور ننگیال کے لیے شاھین کی علامت استعمال کی ھے۔ دونوں کا شاہین ایک اعلیٰ انسان کی صفات اور مردانہ خوبیوں کا مظہر ہے۔ خوشحال نے شاہین پر ''باز نامہ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ھے۔ اقبال دراصل خوشحال کے فلسفہ شاھین سے بہت متاثر ھوئے ہیں۔ (۴۴)

خوشحال کے ہاں باز یا شاہین گہرے ذاتی مشاھدے کا تاثر ہے مگر اقبال کے کلام میں یہ ''علامت'' زیادہ واضح اور نکھرے ھوئے انداز میں سامنے آئی ہے۔ خوشحال باز کی تعریف اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں یہ صفات اس میں نظر آتی ہیں:

(۱) وہ انتہائی بلندیوں میں پرواز کرتا ہے اور یہ عروج اور ارتقا کی علمت ہے۔

(۲) باز اپنا شکار آپ تلاش کرتا ہے۔ یہ خوداعتمادی اور غیرت کی علامت ہے۔

(۳) باز نہایت بلند پہاڑیوں میں بسیرا کرتا ہے جو اس کی آزادمنشی اور بلند ہمتی کی علامت ہے۔ (۴۵)

اقبال شاھین کی علامتی اہمیت کے متعلق شاھین کی یہ صفات بیان کرتے ہیں۔

''شاھین کی تشبیہ محض شاعرانہ نہیں۔ اس جانور میں اسلامی فقر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ (۱) خوددار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ھاتھ کا مارا ھوا شکار نہیں کھاتا۔ (۲) بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا۔ (۳) بلند پرواز ہے۔ (۴) خلوت پسند ہے۔ (۵) تیز نگاہ ھے۔'' (۴۶)

اس پس منظر میں بال جبریل کی نظم ''شاہیں'' کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ھوتا ہے کہ اقبال کے مفکرانہ انداز پر خوشحال کا کس قدر گہرا اثر ھے۔:

کیا میں نے اس خاکداں سے کنارہ
جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ !
بیاباں کی خلوت آتی ہے مجھ کو
ازل سے ہے فطرت مری راہبانہ !
نہ باد بہاری نہ گلچیں نہ بلبل
نہ بیماریٔ نغمۂ عاشقانہ !
خیابانیوں سے ہے پرہیز لازم
ادائیں ہیں اس کی بہت دلبرانہ
ہوائے بیابان سے ہوتی ھے کاری
جواں مرد کی ضرب غازیانہ
حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ !
جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا

لہو غرم رکھنے کا ہے اک بہانہ !
یہ پورپ یہ پچھّم چکوروں کی دنیا !
مرا نیلگو آسماں بے کرانہ !
پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ ! (۴۷)

خوشحال کہتے ہیں۔

لکہ باز پۂ لوئی لوئی شکار زما نظر دی
نۂ چی گرځی گونگټ ئیسی بادخورک یم (۴۸)

ترجمہ: (باز کی طرح بڑے بڑے شکار پر میری نظر ہے اور ھمیشہ کیڑوں مکوڑوں اور گندھی سے پرہیز کرتا ہوں)

یا

نۂ مچ یم نۂ کارغۂ یم چی پہ کڑو مڑوں گرځم
یا باز یا شاھین یم پہ شکار مِ زڑهٔ خرم دی (۴۹)

ترجمہ: (میں مکھی یا کوّا نہیں ہوں جو کوڑے اور مردہ خوراک پر اڑتا پھروں بلکہ وہ شاہین ہوں جو اپنا شکار خود کرتا ھے)

اقبال کہتے ہیں:

نگاہ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے
شکار مردہ سزاوار شہباز نہیں (۵۰)

خوشحال کہتے ہیں:

نۂ ھغہ شہباز ئی چی یی ځایٔ دَ غرهٔ پہ سروی

مۂ لکہ دَ کلی کارغۂ غم دَ نس کہ (۵۱)

ترجمہ: (وہی شھباز بن جس کا ٹھکانہ پہاڑوں پر ھے، نہ وہ کوا جو پیٹ کے غم میں ہراساں ہو)۔

اقبال یہی فکر یوں بیان کرتے ہیں:

نھیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کی گنبد پر
تُو شاھین ھے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر (۵۲)

خوشحال کہتے ہیں:

اھل شر تہ دَ شاھین منگل پیدا کڑہ
اھل خیر وتہ حلیم شہ تر حمامہ (۵۳)

ترجمہ: (اھل شر کے لیے شاھین کی طرح سخت پنجے پیدا کراور اھل خیر کے لیے کبوتر کی طرح نرم ہوجا)

اقبال یہی مفہوم یوں ادا کرتے ہیں:

ھو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق وباطل ہوتو فولاد ھے مؤمن (۵۴)

مندرج اس مختصر بیان سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں شاعروں کے افکار میں کافی مشابہت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ جو ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ اور جس سے ہماری قوم ہرلحاظ سے فائدہ اٹھاسکتی ہے۔

ان دونوں دیدہ ورشاعروں کا ھم پر بڑا احسان ہے جہاں اقبال پاکستان کے فکری خالق ہیں وہاں خوشحال حریت وحمیت کے علبر دار اور اسلامی اقدار کے بہت بڑا نقیب ہیں۔ دونوں اعلی اسلامی اقدار کے قبلہ نما ہیں۔ ہمارے نوجوانوں میں ملی شعور، اسلامی جذبہ اور بصیرت پیدا کرنے کے لیے اقبال اور خوشحال کے کلام کا مطالعہ اور پیغامات کو حرز جان بنانا ضروری ہے۔ (۵۵)

حوالہ جات

۱۔ اقبال، افغان اور افغانستان از محمد اکرام چغتائی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاھور، ص: ۶۸۳) ۲۰۰۴ء۔

۲۔ سابقہ۔ ۳۔ضربِ کلیم از علامہ محمد اقبال، شارح: ڈاکٹر الف د نسیم، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز لاہور، ص: ۵۶۳۔

۴۔ اقبال نامہ ۲۲/۱ از شیخ عطااللہ لاہور پاکستان

۵۔ اسلامک کلچر، حیدر آباد دکن، مئی ۱۹۲۸۔

۶۔ خوشحال خان خٹک (حیات وفن) از ڈاکٹر خدیجہ بیگم فیروز الدین، مترجم: ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک، اکادمی ادبیات اسلام آباد، ص: ۱۶، ۲۰۰۶۔

۷۔خوشحال نامہ از پریشان خٹک، خاطر غزنوی، اباسین آرٹس کونسل، بشاور، ص: ۱۴۸) ۱۹۸۰۔

۸۔ جاوید نامہ از علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور، ص: ۱۷۷) ۱۹۷۴۔

۹۔ اقبال، افغان اور افغانستان از محمد اکرام چغتائی، ص: ۶۷۷۔

۱۰۔ ضربِ کلیم از علامہ محمد اقبال، شارح: ڈکٹر رالف د نسیم، ص: ۵۶۳۔

۱۱۔ اقبال، افغان اور افغانستان از محمد اکرام چغتائی، ص: ۶۷۷۔

۱۲۔ سیارہ، اشاعت خاص، اقبال نمبر، نبر۶، فروری تا مارچ ۱۹۷۸ء، ص: ۲۳۰۔

۱۳۔ بالِ جبریل از علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاھور، ص: ۱۵۴) ۱۹۷۳ء۔

۱۴۔ خوشحال نامہ از پریشان خٹک وخاطر غزنوی، اباسین آرٹس کونسل، پشاور، ص: ۱۴۷) ۱۹۸۰۔

۱۵۔ خوشحال خان خٹک از رضا ھمداني وفارغ بخاري، لوک ورثے کا قومي ادارۃ اسلام آباد باکستان، ص: ۱۶، ۱۷) ۱۹۸۰۔

۱۶۔ مقدمہ ارمغانِ خوشحال خان از سید رسول رسا، یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار پشاور، ص: ۱۴۴، ۱۴۵) ۱۹۹۴ء۔

۱۷۔ ارمغانِ خوشحال خان، مقدمہ سید رسول رسا، یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار پشاور، ص: ۲۸) ۱۹۶۷ء۔

۱۸۔ بالِ جبریل از علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، ص: ۹۷۔

۱۹۔ منتخبات خوشحال خان خٹک، پشتو اکیڈمی یونیورسٹی آف پشاور، ص: ۵۵۔

۲۰۔ خوشحال نامہ از پریشان خٹک، خاطر غزنوی ، ص؛ ۵۰۔

۲۱۔ اقبال فکر وفن کے آئینے میں از احمد ہمدانی، اقبال اکیڈمی لاہور پاکستان، ص: ۲۰۲) ۱۹۹۵۔

۲۱۔ روحِ اقبال از ڈاکٹر یوسف حسین، آیئنۂ ادب چوک مینار انارکلی لاہور، ص: ۲۰۲) ۱۹۷۷۔

۲۲۔ نقوشِ اقبال از مولانا سید ابوالحسن علی مجلسِ نشریاتِ اسلام اکے ۳ ناظم آباد نمبر ا کراچی، ۱۸، ص: ۱۲۲) ۱۹۸۸۔

۲۳۔ کلیات خوشحال خان خٹک از دوست محمد خان کامل، ادارۃ اشاعت سرحد بشاور باکستان، ص: ۳۸) ۱۹۶۰۔

۲۴۔ مقدمہ ارمغانِ خوشحال خان، مقدمہ سید رسول رسا، ص؛ ۱۴۶۔

۲۵۔ روحِ اقبال از ڈاکٹر یوسف حسین، ص: ۱۴۲، ۱۴۳۔

۲۶۔ اقبال فکر کے آئینے میں از احمد ہمدانی، اقبال اکادمی لاہور، ص: ۲۳) ۱۹۹۵۔

۲۷۔ اقبال، افغان اور افغانستان از محمد اکرام چغتائی، ص: ۶۷۹۔ ۲۸۔ روحِ اقبال از ڈاکٹر یوسف حسین، ص: ۱۴۲۔

۲۹۔ مطالعہ اقبال، مرتبہ گوہر نوشاہی، زرین آرت لاہور، ص: ۲۱۲۔

۳۰ ۔ اقبال،افغان اور افغانستان از محمد اکرام چغتائی،ص:۶۷۹۔ ۳۱۔ سابقہ۔
۳۲ ۔ دیوان خوشحال خان خٹک حصہ اول ۱۱ از خوشحال خان خٹک، بشاور باکستان،ص:۴۲۔
۳۳ ۔ اقبال،افغان اور افغانستان از محمد اکرام چغتائی،ص:۶۸۹،۶۸۰۔
۳۴ ۔ کلیات خوشحال خان خٹک،۲/۲۱۱،دَخوشحال مطالعہ،ازقاضي محمد وجیہ الدین،تاج کتب خانہ قصہ خوانی بازار بشاور باکستان، ص:۱۵
۳۵ ۔ جوابِ شکواہ از علامہ محمد اقبال،مترجم: شاہ مردان قل مرادی، فاروق اعظم کوچہ سینیک A۲۴۲ شمس آباد راولپنڈی پاکستان، ۱۹۹۹۔
۳۶ ۔ پوھنہ،سحر گل سحر و محمد اسرار اتل، یونیورسٹی پبلشرز،قصہ خوانی، پشاور،ص:۸۷)۲۰۰۶۔
۳۷ ۔ ضربِ کلیم،شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور،ص:۱۳۱)۱۹۷۴ء۔
۳۸ ۔ سورۃ النجم:۳۹۔
۳۹ ۔ کلیات،ص:۳۲۳۔
۴۰۔ خوشحال نامہ از بریشان خٹک وفارغ بخاري،ص:۵۳۔
۴۱۔ نقوش اقبال،ص:۱۱۵۔
۴۲۔ شذراتِ اقبال از ڈاکٹر جاوید اقبال،مترجم: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی،مجلس ترقی ادب،کلب روڈ لاہور،ص:۱۴۲)۱۹۸۳۔
۴۳۔ شعرِ اقبال از سید عابد علی عابد، بزم اقبال ۲ کلب روڈ لاہور،ص:۲۶۳)۱۹۹۳۔
۴۴۔ مقمہ ارمغان خوشحال خان،ص:۱۳۵۔
۴۵۔ اقبال،افغان اور افغانستان،ص:۶۸۵،۶۸۶۔
۴۶۔ اقبال نامہ،ص:۲۰۴،شعر اقبال،ص:۲۶۲۔ ۴۷۔ سابقہ
۴۸۔ انتخاب لہ دیوان خوشحال خان از فضل احسان احسان، دَخوشحال بریس بشاور باکستان،ص:۶۶)۱۹۱۳۔
۴۹۔ دیوانِ خوشحال خان،ص:۳۲۴۔
۵۰۔ بالِ جبریل،ص:۳۸۔
۵۱۔ انتخاب لہ دیوان خوشحال خان،ص:۶۶
۵۲۔ بالِ جبریل،ص:۱۲۰۔
۵۳۔پشتو ادب از حبیب الرحمان اسحاق محمد نواز اسحاق،تاض کتب خانہ قصہ خوانی بشاور،ص:۱۲۰۔
۵۴ ۔ ضرب کلیم،ص:۴۵
۵۵۔ خوشحال نامہ،ص:۱۰۵